❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

مکرم صاحبزادہ الحاج مرزا خورشید احمد صاحب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا (النساء:123)

کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ہم ضرور اُنہیں ایسی جنتوں میں داخل کریں گے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ وہ ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں۔ یہ اللہ کا سچّا وعدہ ہے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے "سیرت مکرم صاحبزادہ الحاج مرزا خورشید احمد صاحب"

مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے، حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کے پوتے اور حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب کے بیٹے تھے۔ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ پوتے ہیں جنہوں نے اپنے والد سے پہلے آپؑ کی بیعت کی تھی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی پیدائش 12 ستمبر 1932ء کو لاہور میں ہوئی۔ 21 اپریل 1945ء کو آپ نے ساڑھے بارہ سال کی عمر میں وقف زندگی کا فارم پُر کیا جبکہ آپ نویں کلاس میں پڑھتے تھے۔ پھر میٹرک قادیان کے ہائی سکول سے کیا۔ پھر ٹی آئی کالج سے تعلیم حاصل کی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے انگلش کیا۔

28 ستمبر 1955ء کو جلسہ سالانہ کی افتتاحی تقریر سے قبل حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کا نکاح محترمہ صاحبزادی امۃ الوحید بیگم صاحبہ بنت حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ سے پڑھایا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

"یہ لڑکا بھی ہمارے خاندان میں سے وقف ہے۔ مرزا عزیز احمد صاحب کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی کہ وہ اپنے اس بچے کو اعلیٰ تعلیم دلوائیں۔ چنانچہ ان کا یہ لڑکا ایم اے میں پڑھ رہا ہے ابھی پاس تو نہیں ہوا مگر انگریزی میں ایم اے کا امتحان دے رہا ہے اور کہتے ہیں انگریزی میں بڑا لائق ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ بعد میں یہ کالج میں پروفیسر کے طور پر کام کرے۔"

(خطباتِ محمود جلد 3 صفحہ 622 تا 625)

سامعین! آپ کی شادی 10 دسمبر 1958ء کو ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹوں سے نوازا جن میں مکرم صاحبزادہ مرزا وحید احمد صاحب، صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب، صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا نصیر احمد صاحب، صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا ثمر احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا عدیل احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا تقی الدین احمد صاحب شامل ہیں۔ آپ کے چار بیٹے واقف زندگی ہیں اور دو ڈاکٹر ہیں۔ ایک نظارت تعلیم میں نائب ناظر ہیں۔ انہوں نے پی ایچ ڈی کیا ہوا ہے اور اسی طرح ایک نائب مشیر قانونی کے طور پر خدمت بجالا رہے ہیں انہوں نے لاء (Law) کیا ہوا ہے۔

سامعین! 10 ستمبر 1956ء کو بطور واقف زندگی آپ نے ٹی آئی کالج ربوہ کو جوائن (join) کیا اور 17 سال شعبہ انگریزی میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ اپنے لیکچرز بہت محنت سے تیار کرتے تھے۔ آپ کو اپنے مضمون پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ اسی وجہ سے اپنے طلباء میں مقبول تھے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی آپ کے شاگرد رہ چکے ہیں۔

1964ء میں انگلش فنیٹک (Phonetic) کورس کے لئے برٹش کونسل کی سکالر شپ پر ایک سال کے لئے انگلستان آئے۔ یہاں لیڈز یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔
1974ء کے ہنگامی حالات میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ معاونت کی یعنی ان کی خدمت کے لئے ہمہ وقت وہیں قصرِ خلافت میں رہتے تھے۔ سات دن بعد ایک دو گھنٹے کے لئے گھر چلے جاتے تھے۔ بچے بھی ان کو وہیں آکر ملا کرتے تھے۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ ان ایام میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کئی راتیں سوئے نہیں بلکہ بیٹھے بیٹھے ہی آرام کر لیا کرتے تھے اور سارا دن اور ساری رات یا جماعت کے کاموں میں یا دعاؤں میں مصروف رہتے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منظوری سے ربوہ میں یتیم اور نادار بچوں کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کے لئے 1962ء کے وسط میں ایک ادارہ 'دارالاقامۃ النصرت' کا قیام عمل میں لایا گیا۔ بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس کا نام "مدّ امداد طلباء" رکھا۔ اس شعبہ کے 1978ء سے جولائی 1983ء تک آپ نگران رہے۔ اس کے بعد یہ کام نظارت تعلیم کے سپرد ہو گیا تھا۔

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1970ء میں بلادِ افریقہ میں بنیادی طبی و تعلیمی خدمات بہم پہنچانے کے لیے مجلس نصرت جہاں کا قیام فرمایا اور اس کے انتظام و انصرام کے لیے جو اوّلین کمیٹی ترتیب دی آپ کو اس کا ایک ممبر مقرر فرمایا۔ 1973ء میں ربوہ اور اس کے اردگرد میں سیلاب سے آنے والی تباہ کاری میں ریلیف پہنچانے کے لیے جو کمیٹی بنائی گئی اُس میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کو شامل فرمایا۔ 1973ء میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے حج کا فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

30؍ اپریل 1973ء کو آپ ناظر خدمت درویشاں مقرر ہوئے اور یکم مئی 1976ء سے 1988ء تک آپ نے بطور ایڈیشنل ناظر اعلیٰ خدمات سرانجام دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ربوہ کی تنظیم نو کے لیے ایک کمیٹی بنائی جس کے آپ کچھ عرصہ صدر بھی رہے۔ آپ کو ذیلی تنظیموں میں بھی مختلف حیثیتوں سے کام کرنے کی توفیق ملی۔ 2000ء سے 2003ء تک صدر انصار اللہ پاکستان بھی رہے۔

سامعین! آپ کو یہ بھی اعزاز رہا کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ہجرت کی تو ربوہ سے کراچی تک آپ بھی اس قافلے میں شامل تھے۔ اسی طرح 2010ء میں جب لاہور میں 28؍ مئی کا واقعہ ہوا تو اس وقت باوجود بیماری کے ہنگامی حالات میں آپ نے بڑی ہمت سے تمام معاملات کو سنبھالا۔ پھر ہر شہید کا جنازہ شدید گرمی کے باوجود خود پڑھاتے اور تدفین کے لئے ساتھ جاتے تھے۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات پر جو اسلام آباد پاکستان میں ہوئی تھی اور وہاں آپ کو انجمن کے نمائندہ کے طور پر حضورؒ کی نمازِ جنازہ پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو غسل دینے کا بھی اعزاز حاصل ہوا۔

آپ کو حفظِ مراتب کا بڑا خیال رہتا تھا۔ آپ کے بیٹے مکرم مرزا عدیل احمد صاحب نائب مشیر قانونی کہتے ہیں کہ مقامی ربوہ کی رپورٹس جب ہم آپ کو بھجواتے تو کسی دن یہ بے احتیاطی ہو گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ صرف "ص" لکھ دیا گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ 'علیہ السلام' پورا لکھا گیا۔ اس پر آپ نے خاص طور پر توجہ دلائی کہ حفظِ مراتب کا خیال رکھنا چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم پورا لکھا کریں۔ نمازوں کی بہت پابندی کرتے۔ بہت مجبوری کی حالت میں نمازیں جمع کی جاتیں۔ باجماعت نماز کی ادائیگی کے اہتمام میں آپ ایک خوبصورت نمونہ تھے۔ جب صدر انصار اللہ بنے تو ہر میٹنگ میں بار بار نماز باجماعت اور قیام نماز کی طرف توجہ دلاتے تھے۔ آخری بیماری میں بھی جب ہسپتال میں داخل تھے تو سوائے چند ایک کے ساری نمازیں اپنے وقت پر الگ الگ ادا کیں۔ جو لوگ اپنی خوشیوں میں، شادیوں کے موقعوں پر بطور ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی بلاتے تھے تو ضرور جاتے تھے کہ اب یہ میرے فرائض میں داخل ہو گیا ہے کیونکہ خلیفہ وقت کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ اسی طرح وفات وغیرہ پر بھی، غمی کے موقع پہ بھی لوگوں کے ہاں جایا کرتے تھے۔ پھر ضرورتمندوں کو بیماروں کا حال اَحوال پوچھنے کے لئے جاتے تھے اور باوجود بیماری کے وقت پر دفتر آنا اور پورا وقت رہنا، کام کرنا آپ کا خاص شیوہ تھا۔ آپ بڑے نیک، رحم دل انسان تھے غریبوں اور کمزوروں کے لئے آپ کے دِل میں ایک خاص جگہ تھی۔ آپ پُروقار اور پُرخلوص شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا معاشرہ پر، اردگرد ماحول پر اس قدر رُعب و دبدبہ اور ادب و احترام تھا کسی کی مجال نہیں تھی کہ کوئی کسی پر زیادتی کرے۔

سامعین! آپ کے نصیحت کرنے کا انداز اس قدر پیارا اور نرالا تھا کہ ہر کوئی گرویدہ ہو جاتا۔ آپ ہر مربی کو ہمیشہ پیار بھرے انداز سے نصیحت فرماتے۔ اپنی ذمہ داریوں کو وفا کے ساتھ ادا کرنے کی تلقین کرتے۔ تبلیغی، تربیتی اور انتظامی اُمور میں مفید مشوروں سے رہنمائی فرماتے اور توجہ دلاتے کہ خلیفہ وقت کی اعلیٰ توقعات کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کو بجالائیں۔ نہایت عاجز خادم دین تھے۔ آپ سے جب بھی کسی نے مشورہ مانگا بڑا صحیح مشورہ دیا۔ انتہائی دعاگو تھے۔ عفو و درگزر بہت تھا۔ غرباء کی ذاتی

حیثیت سے بھی اور جماعتی عہدیدار کی حیثیت سے بھی پرورش کیا کرتے تھے۔ جب کوئی ضرورتمند عورت یا مرد آتا آپ سے ملاقات کروائی جاتی۔ آپ راشن، چارپائی، ٹی وی، بستر یا مالی امداد کی منظوری دیتے۔ سادہ طبیعت کے لیکن نہایت پُروقار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا تحمّل، بردباری اور وسعتِ حوصلہ قابلِ رشک تھا۔ ایک دفعہ دفتر میں ایک شخص نے کھڑے کھڑے اپنی بات پیش کی اور بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے غصہ میں پیش کردہ درخواست پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دی۔ آپ خاموش رہے۔ غالباً اس شخص کے لئے دعا کرتے رہے۔ کسی نے توجہ دلائی لیکن آپ نے کہا کہ کوئی بات نہیں جانے دیں۔ اسے کچھ نہیں کہنا۔ ہر ایک کا اپنا اپنا طریق ہے۔ بیماری کی وجہ سے کمزور ہونے کے باوجود مضبوط قویٰ کے مالک تھے۔ آپ کا حافظہ بھی بڑا قابل تعریف تھا۔ قابل رشک تھا اور یادداشت کمال کی تھی۔ سینکڑوں خطوط اور رپورٹس روزانہ مشاہدہ کرتے لیکن بار بار ایسا ہوا کہ کوئی معاملہ کئی مہینے قبل فائل ہو چکا ہوتا اور کئی مہینوں کے بعد درخواست کنندہ دعا یا مزید کارروائی کے لئے پوچھتا تو کارکن تو وہ کمپیوٹر سے تلاش کر رہے ہوتے تھے اور ان کو یاد ہوتا تھا کہ کیا کارروائی ہوئی ہے یا کیا ہدایت دی گئی ہے اور کتنے کاغذات تھے، کہاں ہوں گے۔ گویا اپنے دفتر کی جو فائلیں تھیں وہ بھی آپ کو یاد رہتی تھیں اور اپنے معاملات میں پوری دسترس تھی۔

آپ کے ایک کارکن نظارت علیا کے محرّر محمد انور صاحب نے بتایا کہ آپ کی شفقتوں، عنایتوں اور محبتوں کو بھلانا بہت مشکل ہے۔ کہتے ہیں باوجود بزرگی اور بیماری کے وقت پر دفتر تشریف لاتے اور دفتر کے کاموں میں مشغول ہو جاتے۔ اپنے نفس پر خدمت دین کو ترجیح دیتے رہے۔ اپنی وفات سے قبل آخری دن یکم جنوری کو تشریف لائے تو سانس کی تکلیف زیادہ تھی۔ سانس لینے میں بہت دشواری نظر آ رہی تھی لیکن بہت ہی ضبط سے اس تکلیف کو چھپانے کی کوشش کر رہے تھے۔ کہتے ہیں انہوں نے مجھے کہا کہ آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لئے جلدی گھر چلا جاؤں گا۔ پورا وقت دفتر بیٹھ نہیں سکوں گا لیکن جلدی گھر جانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مَیں نے کام نہیں کرنا۔ اس لئے کارکن انور صاحب کو کہا کہ جو بھی دستخط ہونے والی ڈاک ہے وہ جلدی لے آؤ۔ تو یہ کارکن کہتے ہیں کہ حسب ہدایت مَیں نے جلدی ڈاک پیش کر دی۔ کچھ وصیت کی فائلیں دستخط کروا کے عرض کیا کہ طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو باقی بعد میں دستخط کروا لیں گے۔ لیکن آپ نے کہا کہ نہیں ساری فائلیں دستخط کروا لو۔ کچھ نہیں ہوتا۔ اس کے بعد ضروری ہدایات دے کر اور بعض ناظران اور افسران کو مل کر گئے اور اس طرح آپ اپنے عمل سے ہمیں سمجھا گئے کہ خدمتِ دین کس طرح کی جاتی ہے اور وقف کی رُوح کیا ہے۔

آپ کا مربیان اور واقفین زندگی کے ساتھ بہت پیار اور محبت کا سلوک تھا۔ علم وسیع ہونے کے باوجود بڑی عاجزی اور نرمی تھی۔ اپنی کم علمی کا اظہار فرماتے تھے۔ جامعہ احمدیہ کے درجہ شاہد کی ایک convocation کے موقع پر اپنے خطاب میں آپ نے جامعہ کے لڑکوں کو کہا کہ مَیں تو ساری عمر مربی صاحبان اور علماء صاحبان کے ارشادات سننے کا عادی ہوں۔ ان کے سامنے مَیں کس طرح زبان کھول سکتا ہوں۔ لیکن پھر نصیحت فرمائی اور بہت ساری باتوں کے علاوہ ان کو کہا کہ خاکسار اتناہی عرض کرے گا کہ نہایت ضروری اور اشد ضروری اور سب سے ضروری امر ہے کہ جو ارشادات خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں ان کو سنا جائے، ان پر غور کیا جائے۔ ان پر جہاں تک ہمارے لئے، جماعت کے عہدیداروں کے لئے اور آپ لوگوں کے لئے جو آپ مربی بن کر جا رہے ہیں ممکن ہے اور عمل کر سکتے ہیں تو عمل کریں۔

سامعین! اب مَیں آپ حاضرین کے سامنے اپنے ساتھ بیتے واقعات رکھنا چاہوں گا کیونکہ مجھے ایک ماتحت کے طور پر بحیثیت نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ آپ بہت صائبُ الرائے اور زیرک انسان تھے۔ مجھے آپ نے کئی مرتبہ مختلف جماعتوں کے دورہ پر بھجوایا اور جاتے وقت موقع و محل کے مطابق ایسی ہدایت فرماتے جو اُس جماعت کے حالات کی مناسبت سے بہت کارآمد ثابت ہوتی۔ پنجوقتہ نماز باجماعت کے عادی تو آپ تھے ہی۔ شروع شروع میں سائیکل پر نماز کے لئے مسجد مبارک آتے۔ نمازِ فجر، نمازِ مغرب کے بعد دروس اور اپنے محلہ کے اجلاسات میں بڑے اہتمام سے شمولیت کو یقینی بناتے۔ رمضان میں نمازِ ظہر یا نمازِ عصر کے بعد قرآنِ کریم کا درس باقاعدگی سے سنتے۔ قرآن کریم اپنے گھر سے ساتھ لاتے۔ آخری عمر میں نظارت اصلاح وارشاد نے تیس پاروں کی صورت میں مجلد ایک پارہ روزانہ آپ کی خدمت میں درس القرآن سے قبل دینا شروع کیا تو آپ مدرّس کی تلاوت کے ساتھ ساتھ الفاظ پر اپنی شہادت کی انگلی رکھ کر تلاوت کرتے تھے۔ مربیانِ کرام کے ریفریشر کورسز میں آپ کو بطور ایک بزرگ کے مدعو کیا جاتا تو بڑے پیار سے اللہ پر یقین، بھروسہ اور توکّل کی نصیحت فرماتے۔ نماز جمع کر کے ادا کرنے کی شدید مخالفت فرماتے۔ مسجد اقصیٰ ربوہ میں نماز جمعہ کے انتظامات خاکسار کے سپرد تھے۔ جب کبھی بادل ہوتے تو نمازِ عصر، نمازِ جمعہ کے ساتھ جمع کرنے کے متعلق اجازت چاہنے کے لئے پوچھا جاتا تو مجھے مخاطب ہو کر کہتے۔ حنیف صاحب! باہر دیکھ کر بتائیں کہ بارش ہو رہی ہے کہ نہیں۔ اگر بارش ہو رہی ہوتی تو نمازیں جمع کرواتے ورنہ نہیں۔ ایک دفعہ مسجد اقصیٰ ربوہ کی مرمتوں کے سلسلہ میں ایک وفد نے سائیٹ کا دورہ کیا۔ خاکسار نظارت اصلاح وارشاد کے نمائندہ کے طور پر اس وفد میں شامل تھا۔ جب آراء اور تجاویز پر عملدرآمد پر بحث اور گفتگو نے طول پکڑا تو مجھے فرمانے لگے۔ حنیف صاحب! نماز پڑھا دیں وقت جا رہا ہے اور گراسی پلاٹ پر ہی نماز باجماعت

اداکی۔ سادگی کا یہ عالَم تھا کہ ایک دفعہ مَیں نے سکھر سے اعلیٰ پائے کی عمدہ اور لذیذ کھجوریں رمضان کے لئے منگوائیں۔ مَیں نے ایک برتن میں ڈال کر بغرض دعا آپ کو بھجوائیں تو اگلی ہی نماز پر وہ برتن ہاتھ میں پکڑا مجھے تلاش کر رہے تھے اور مجھے دے کر شکریہ ادا کیا۔ آپ اُس وقت ناظر اعلیٰ و امیر مقامی تھے۔ ستوؤں کا تحفہ ہر سال باقاعدگی سے تمام ماتحتوں کو بھجواتے۔ آواز بہت سریلی تھی۔ جب کبھی نماز پڑھاتے تو لطف آجاتا۔ آپ نے اپنی سریلی آواز میں نماز تہجد بارے مکرم چوہدری محمد علی صاحب مضطر مرحوم کا منظوم کلام بھی ریکارڈ کروایا جو بہت سوں کو تہجد کی طرف راغب کرنے کا مُوجب ہوا جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

جاگ اے شرمسار! آدھی رات
اپنی بگڑی سنوار آدھی رات
یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی
باخبر ہوشیار! آدھی رات
وہ جو بستا ہے ذرّے ذرّے میں
کبھی اس کو پکار آدھی رات
اس کے دربار عام میں جا بیٹھ
سب لبادے اُتار آدھی رات

سامعین کرام! آپ کی جماعت کے لیے خدمات کا عرصہ تقریباً 60 سال پر محیط ہے۔ آپ بیماری کے باوجود باقاعدہ دفتر آتے تھے۔ طبیعت زیادہ خراب ہونے پر 2 جنوری کو طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں داخل ہوئے۔ 17-18 جنوری کو طبیعت زیادہ خراب ہوگئی اور پھر 18 جنوری بروز جمعرات صبح آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ 19 جنوری بعد نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر ابن حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ دارالفضل میں قطعہ خاص میں آپ کی تدفین ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں آپ کے اوصاف کا بڑا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ”امیر اور بالا افسر کی اطاعت کا معیار بھی ان کا بہت بلند تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی بیماری کے دنوں میں، سن 2000ء کی بات ہے، مَیں اور مکرم مرزا خورشید احمد صاحب یہاں لندن آئے ہوئے تھے۔ مَیں ان دنوں میں ناظر اعلیٰ تھا۔ کسی بات پر میرا اور ان کا تھوڑا سا اختلاف ہوا جس پر انہوں نے ذرا سختی سے میری بات کو رد کیا۔ خیر بات آئی گئی ہوگئی۔ مَیں ان سے چند دن پہلے لندن سے واپس ربوہ چلا گیا اور یہ چند دن بعد آئے اور میرے دفتر میں آئے اور آکر بڑے سنجیدہ بیٹھے تھے۔ پھر کہنے لگے کہ مَیں معذرت کرنے آیا ہوں۔ میرے سے بہت بڑی غلطی ہوگئی ہے۔ مَیں نے کہا کون سی غلطی مجھے تو یاد نہیں۔ کہنے لگے کہ لندن میں مَیں نے جو اختلاف کیا تھا اس میں میری آواز میں تھوڑا سا غصہ شامل ہو گیا تھا اور یہ جو بات ہے امیر کے احترام کے خلاف ہے اس لئے مَیں معافی چاہتا ہوں اور معذرت چاہتا ہوں۔ باوجود میرے کہنے کے کوئی بات نہیں ہے۔ معذرت ہی کرتے رہے۔ تو یہ ان کی عاجزی تھی اور امیر کا احترام تھا۔ پھر اصلاح کے پہلو جو ہیں ان کو بھی اپنے گھر سے شروع کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ دوسروں کی اصلاح کی اور اپنے بچوں کو نہیں دیکھنا۔ چند سال ہوئے مَیں نے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کو ایک خط لکھا جس میں انہیں ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔ .....یہ خط مَیں نے جب پاکستان بھیجا تو پاکستان میں ان کو کہا کہ جو افراد خاندان وہاں ہیں انہیں جمع کر کے میرا یہ خط پڑھا دیں۔ جب یہ خط انہوں نے افراد خاندان کے سامنے پڑھا تو بڑے جذباتی انداز میں یہ بھی فرمایا کہ میں واضح کر دوں کہ میری اولاد بھی ان چیزوں سے پاک نہیں ہے جن کی نشاندہی کی گئی ہے اور مَیں ان کو بھی اور ان کی اولادوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ یہ کمزوریاں ہمیں دور کرنی چاہئیں اور خلیفۂ وقت جو ہم سے توقع رکھتے ہیں اس پر پورا اُترنے کی کوشش کرنی چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 جنوری 2018ء)

قربِ رحمت مآب حاصل ہو
وصلِ عالی جناب ہو جائے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)